عنوان : مسائل میقات وحج وعمرہ

۱۔ جدہ حج وعمرہ کے مسائل میں ''حل'' میں ہے یا ''آفاق'' میں؟ اگر ''حل'' میں ہے تو یہ میقات کے اندر ہے یا بجائے خود میقات ہے یا محاذ میقات ہے؟ کیا جدہ شہر تمام کا تمام محاذی میقات کے حکم میں ہے؟ نیز اگر آئندہ کبھی سعودی حکومت جدہ کی حدود میں توسیع کرتی ہے تو کیا وہ بھی محاذی میقات کے حکم میں ہوگا؟ کسی بھی میقات سے تجاوز کرنے والا جدہ جا کر احرام باندھ کر عمرہ ادا کرے تو کیا دم ساقط ہو جائے گا؟ کیا آفاقی بلا کسی مجبوری کے جدہ پہنچ کر احرام باندھ سکتا ہے؟

۲۔ کیا آفاقی شخص کا اشہر حج میں عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ جانا اور واپسی پر قران کرنا درست ہوگا کہ نہیں؟ کیا حالت عذر میں ایسا کرنا درست ہے؟ اس مسئلے میں مفتی بہ قول کونسا ہے؟ اور کیا عذر کی وجہ سے صاحبین کے قول پر عمل کیا جا سکتا ہے؟ اگر کوئی شخص صاحبین کے قول پر عمل کرلے تو اس کا قران درست ہوگا کہ نہیں؟

الجواب باسم ملہم الصواب

جدہ محاذات میقات میں داخل ہے یا نہیں اس مسئلہ میں علماء عصر کا اختلاف ہے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالی اور مولانا شبیر علی صاحب رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق جدہ محاذات کے حکم میں ہے جبکہ حضرت مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ اور حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی تحقیق یہ تھی کہ جدہ داخل میقات ہے۔

لہذا اس سے معلوم ہوا کہ جدہ یا تو محاذات میقات ہے جس کی بنا پر بعض صورتوں میں جدہ تک احرام کو موخر کرنا جائز ہوگا (ان صورتوں کی تفصیل ذیل میں ذکر کی جائے گی) یا یہ داخل میقات ہے لہذا ہر حال میں جدہ سے پہلے پہلے احرام باندھنا ضروری ہوگا اور احرام کو جدہ تک موخر کرنا جائز نہیں ہوگا۔

باقی جدہ تک احرام کی تاخیر جن حضرات کے نزدیک جائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے سب سے قریب ترین میقات مکہ سے دو مرحلے کے فاصلے پر ہے اور جدہ بھی مکہ سے دو مرحلے کے فاصلے پر ہی ہے اس لیے بعض حضرات نے اس کو محاذات میقات میں شامل مان کر جدہ سے احرام باندھنے کو جائز قرار دیا۔ لہذا اصل مدار فاصلے کا ہوا نہ کہ کسی شہر یا اس کی حدود کا، تو جدہ کا وہ حصہ جو مکہ مکرمہ سے دو مرحلے کے فاصلے پر ہے وہاں سے احرام باندھنا لازم ہوگا جو حصہ دو مرحلے سے کم فاصلے پر ہے وہاں سے احرام باندھنے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ لہذا اگر سعودی حکومت جدہ کی حدود میں توسیع کردے تو احرام کے جائز ہونے کا مدار دو مرحلے کا فاصلہ ہوگا۔

اب آفاقی جو میقات سے باہر رہتا ہے اس کو حرم میں داخل ہونے کے لیے مختلف صورتوں کا سامنا ہو سکتا ہے۔ ذیل میں وہ صورتیں مع حکم ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ اگر اس کا گزر عین میقات سے ہو اور راستے میں ایک ہی میقات ہو تو اس پر لازم ہے کہ اسی میقات سے احرام باندھے۔ اور اگر دو میقاتوں سے گزر ہو تو ایسی صورت میں پہلے میقات سے احرام باندھنا افضل ہے دوسرے میقات تک احرام کو موخر کرنا جائز ہے۔

2۔ اگر اس کا گزر عین میقات سے نہ ہو بلکہ محاذات میقات سے ہو تو بھی یہی حکم ہے کہ اگر ایک ہی میقات کی محاذات سے گزر رہا ہے تو اسی سے احرام باندھے اور اگر دو میقاتوں کی محاذات سے گزر رہا ہے تو دوسری تک موخر کرنا جائز ہے۔

3۔ اگر اس کو میقات یا محاذات میقات کا علم ہی نہیں اور نہ ہی کوئی بتانے والا ہے تو ایسی صورت اس پر لازم ہے کہ کم از کم دو مرحلہ سے پہلے احرام باندھ لے۔

4۔ اگر اس کا گزر عین میقات سے ہو اور ایک میقات کی محاذات سے ہو تو اس پر لازم ہو گا کہ پہلے میقات سے احرام باندھ لے اگر میقات سے احرام نہ باندھا تو محاذات میقات سے احرام باندھنا کافی نہ ہو گا۔

معلم الحجاج میں ہے : مسئلہ نمبر 9 : اگر کسی کے راستے میں دو میقات پڑتے ہیں تو اس کو پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے، اگر دوسری میقات تک مؤخر کر دیا تو جائز ہے اور مؤخر کرنے سے دم (قربانی) واجب نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر دو میقاتوں کی محاذات پڑتی ہیں تو پہلی میقات کی محاذات سے احرام باندھنا افضل ہے۔ (معلم الحجاج ص : 85)

مسئلہ 10 : اگر کسی کو میقات کا علم نہیں اور نہ کوئی جاننے والا اس کو ملا، تو ایسی صورت میں مکہ مکرمہ سے دو منزل پہلے احرام باندھنا واجب ہے، جیسے کوئی ہندوستانی سمندر میں سفر کر کے گیا اور میقات کی محاذات کا علم نہ ہوا اور نہ کوئی بتلانے والا ملا، تو جدہ سے احرام باندھنا ہو گا۔ جدہ مکہ مکرمہ سے دو منزل پر ہے۔

مسئلہ 11 : راستہ میں اگر ایک سے گزرنا ہے اور دوسری میقات کے محاذ سے بھی گزر ہو گا تو پہلی میقات سے احرام باندھنا واجب ہے اور دوسری میقات کی محاذات کا اعتبار نہ ہو گا۔ (معلم الحجاج، ص : 86،85)

رفیق حج میں ہے : کراچی سے جدہ جانے والا ہوائی جہاز اہل نجد یا اہل عراق کی میقات یا ان کی محاذات سے گزرتا ہوا بلکہ بعض اوقات حد حرم کے اوپر سے گزرتا ہوا جدہ پہنچتا ہے۔ اس لیے کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز جانے والوں کے لیے گنجائش نہیں ہے کہ وہ جدہ پہنچنے تک احرام کو مؤخر کریں۔ (رفیق حج، ص : 89)

لہذا جو شخص حج یا عمرہ کرنے جائے تو اس کے لیے جدہ تک احرام کو مؤخر کرنا صرف اس صورت میں جائز ہو گا جبکہ اس کو میقات یا محاذات میقات کا علم نہ ہو۔ اگر اس کو میقات یا محاذات میقات کا علم ہے، تو میقات سے تجاوز کی صورت میں جدہ سے احرام باندھنا جائز نہیں ہو گا محاذات میقات سے تجاوز کی صورت میں جدہ سے احرام باندھنا ان حضرات کے نزدیک جائز ہو گا جو جدہ کو محاذات میقات کے حکم میں مانتے ہیں۔ اور ان حضرات کے نزدیک جائز نہیں ہو گا جو اس کو داخل میقات مانتے ہیں۔ لہذا عبادات کو کامل طور پر ادا کرنے کے لیے بہتر یہی ہے کہ ایسی صورت اختیار کی جائے جس میں انسان ہر قسم کے اختلاف سے بچ جائے تو جدہ تک احرام کو مؤخر نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

2۔ آفاقی اگر اشہر حج میں عمرے کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اور اسی سال اس کا حج کا ارادہ بھی ہو، تو اگر وہ عمرے کے بعد حلال ہو کر میقات سے باہر مثلا مدینہ منورہ چلا جائے لیکن اپنے وطن واپس نہ جائے تو یہ عمرہ اس کا حج تمتع کا عمرہ کہلائے گا مدینہ منورہ سے واپسی پر اس کے لیے حج کی نیت سے مکہ مکرمہ داخل ہونا صحیح ہو گا اور اس کا یہ حج، حج تمتع ہو گا۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اپنے وطن کے علاوہ کسی جگہ جانے سے تمتع باطل نہیں ہوتا اس لیے اس شخص کا تمتع تو صحیح ہوا لیکن عمرہ سے حلال ہونے کے بعد یہ شخص چونکہ حکما اہل مکہ میں شمار ہو چکا ہے اس لیے مدینہ منورہ سے واپسی پر اس کے لیے قران کرنا جائز نہیں کیونکہ قران اہل مکہ کے لیے نہیں صرف اہل آفاق کے لیے ہے۔

لہذا آفاقی اگر اشہر حج میں عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ یا میقات سے باہر کہیں بھی چلا جائے تو اس کے لیے مکہ واپس آتے ہوئے حج قران کی نیت کرنا جائز نہیں۔ مفتی بہ قول یہی ہے۔ باقی مواضع ضرورت کو بیان کر کے دوبارہ مسئلہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔

فإن عاد) إلى ميقات ما (ثم أحرم أو) عاد إليه حال كونه (محرما لم يشرع في نسك) صفة: محرما كطواف ولو شوطا، وإنما قال (ولبى) لأن الشرط عند الإمام تجديد التلبية عند الميقات بعد العود إليه خلافا لهما (سقط دمه) والأفضل عوده إلا إذا خاف فوت الحج.(قوله إلى ميقات ما) في بعض النسخ بدون لفظة ما، وعلى كل فالمراد أي ميقات كان،

سواء كان ميقاته الذي جاوزه غير محرم أو غيره أقرب أو أبعد لأنها كلها في حق المحرم سواء. والأولى أن يحرم من وقته بحر عن المحيط.(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (2/ 580)

ولو مر بميقاتين فإحرامه من الأبعد أفضل ولو أخره إلى الثاني لا شيء عليه على المذهب وعبارة اللباب سقط عنه الدم ولو لم يمر بها تحرى وأحرم إذا حاذى أحدها وأبعدها أفضل فإن لم يكن بحيث يحاذي فعلى مرحلتين.(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (2/ 476)

وجوب الإحرام بالمحاذاة إنما يعتبر عند عدم المرور على المواقيت أما لو مر عليها فلا يجوز له مجاوزة آخر ما يمر عليه منها وإن كان يحاذي بعده ميقاتا آخر.(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (2/ 476)

(والمكي ومن في حكمه يفرد فقط) ولو قرن أو تمتع جاز وأساء، وعليه دم جبر (قوله يفرد فقط) هذا ما دام مقيما، فإذا خرج إلى الكوفة وقرن صح بلا كراهة لأن عمرته وحجته ميقاتان فصار بمنزلة الآفاقي. قال المحبوبي: هذا إذا خرج إلى الكوفة قبل أشهر الحج. وأما إذا خرج بعدها فقد منع من القران فلا يتغير بخروجه من الميقات كذا في العناية. وقول المحبوبي هو الصحيح، نقله الشيخ الشبلي عن الكرماني شرنبلالية، وإنما قيد بالقران لأنه لو اعتمر هذا المكي في أشهر الحج من عامه لا يكون متمتعا لأنه ملم بأهله بين النسكين حلالا إن لم يسق الهدي، وكذا إن ساق الهدي لا يكون متمتعا، بخلاف الآفاقي إذا ساق الهدي ثم ألم بأهله محرما كان متمتعا لأن العود مستحق عليه فيمنع صحة إلمامه. وأما المكي فالعود غير مستحق عليه وإن ساق الهدي فكان إلمامه صحيحا، فلذا لم يكن متمتعا كذا في النهاية عن المبسوط (قوله ولو قرن أو تمتع جاز وأساء إلخ) أي صح مع الكراهة للنهي عنه، وهذا ما مشي عليه في التحفة وغاية البيان والعناية والسراج وشرح الإسبيجابي على مختصر الطحاوي.(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (2/ 539)

(كوفي) أي آفاقي (حل من عمرته فيها) أي الأشهر (وسكن بمكة) أي داخل المواقيت (أو بصرة) أي غير بلده (وحج) من عامه (متمتع) لبقاء سفره.ـ(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (2/ 541)

(قوله حل من عمرته فيها) لأنه لو اعتمر قبلها لا يكون متمتعا اتفاقا نهر (قوله أي داخل المواقيت) أشار إلى أن ذكر مكة غير قيد، بل المراد هي أو ما في حكمها (قوله أي غير بلده) أفاد أن المراد مكان لا أهل له فيه سواء اتخذه دارا بأن نوى الإقامة فيه خمسة عشر يوما أو لا كما في البدائع وغيرها، وقيد به لأنه لو رجع إلى وطنه لا يكون متمتعا اتفاقا أيضا إن لم يكن ساق الهدي نهر (قوله لبقاء سفره) أما إذا أقام بمكة أو داخل المواقيت فلأنه ترفق بنسكين في سفر واحد في أشهر الحج وهو علامة التمتع وأما إذا أقام خارجها فذكر الطحاوي أن هذا قول الإمام. عندهما لا يكون متمتعا لأن المتمتع من كانت عمرته ميقاتية وحجته مكية وله أن حكم السفر الأول قائم ما لم يعد إلى وطنه، وأثر الخلاف يظهر في لزوم الدم، وغلطه الجصاص في نقل الخلاف بل يكون متمتعا اتفاقا. لأن محمدا ذكر المسألة ولم يحك فيها خلافا. قال أبو اليسر وهو الصواب. وفي المعراج أنه الأصح، لكن قال في الحقائق: كثير من مشايخنا قالوا الصواب ما قاله الطحاوي. وقال الصفار: كثيرا ما جربنا الطحاوي فلم نجده غالطا. وكثيرا ما جربنا الجصاص فوجدناه غالطا. قال الزيلعي: والمسألة الآتية تؤيد ما حكاه الطحاوي نهر ـ(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (2/ 542)

إنما يصح قران المكي إذا خرج إلى الكوفة أو إلى ميقات من المواقيت، وجاوزه قبل أشهر الحج فأما إذا دخلت عليه أشهر الحج، وهو بمكة، أو داخل المواقيت ثم خرج إلى الكوفة ثم قرن لم يصح قرانه عند أبي حنيفة؛ لأنه لما دخلت أشهر الحج عليه، وهو في أهله أو بمكة فقد صار بحال لا يصح منه قران، ولا تمتع على ما أصلنا في هذه السنة فبالخروج منها بعد ذلك لا يتغير حكمه، وهو الصحيح اهـ (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي (2/ 48)

ألا ترى أن كوفيا لو قرن وطاف لعمرته في أشهر الحج ثم رجع إلى أهله ثم وافى الحج فحج كان قارنا ولم يبطل عنه دم القران؛ لرجوعه إلى أهله كما يبطل عنه دم المتعة. اهـ.وحاصله أن عدم الإلمام بالأهل شرط التمتع المشروع دون القران على ما أسلفنا نقله وقررناه بالبحث في باب التمتع من أن النظر يقتضي اشتراط عدم الإلمام؛ للقران كالمتعة. وإن كان الثاني وهو الآفاقي، فإن جمع بينهما أو أدخل إحرام الحج على إحرام العمرة قبل أن يطوف لها أربعة أشواط، أو إن لم يطف شيئا فهو قارن وعليه دم شكر. وهل يشترط في كون الجامع على أحد هذه الوجوه قارنا أن يؤدي طواف عمرته أو أكثره في أشهر الحج تقدم ما نقلناه من عدم اشتراط ذلك وتقدم معه ما أوردناه عليه. وإن أدخل فيه بعد أربعة، فإن كان فعلها في أشهر الحج من غير إلمام صحيح على ما تقدم في باب التمتع فهو متمتع إن حج من عامه، وإلا فهو مفرد بهما. (فتح القدير للكمال ابن الهمام (3/ 119)

وكذا لو خرج إلى الآفاق لحاجة فقرن لا يكون قارناً عند أبي حنيفة ، وعليه رفض أحدهما ولا يبطل تمتعه؛ لأن الأصل عنده أن الخروج في أشهر الحج إلى غير أهله كالإقامة بمكة فكأنه لم يخرج وقرن من مكة (غنية الناسک، ص: ۳۴۳، ۳۴۴، ط:جدید باکستان) ۔

17 مُحَرَّم 1444ھ

بمطابق 15 اگست 2022ء

فتویٰ نمبر: 5361

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

وسیم احمد

نائب مفتی، دارالافتاء فتاوی یسئلونک

الجواب صحیح

بندہ احسان اللہ شائق غفرلہ

06 مُحَرَّم 1444ھ

مُفتی

دارالافتاء

نوٹ: یہ فتوے کی ای کاپی ہے، اگر قانونی ضرورت کے تحت دستخط شدہ ہارڈ کاپی درکار ہو تو دارالافتاء سے بالمشافہہ حاصل کی جاسکتی ہے۔